اصولِ فقہ سے متعلق ادارہ تحقیقات اسلامی کی مطبوعات کا ایک جائزہ

سمعیہ مقبول نیازی ۞

مدثرہ صابرین ۞

۱۹۶۰ء میں جب ادارہ تحقیقات اسلامی قائم ہوا تو ایک بڑا چیلنج یہ تھا کہ فقہی مواد زیادہ تر عربی میں تھا اور ایسے ماہرین کی کمی تھی جو اس عربی میں موجود مواد سے فائدہ اٹھا کر اسے انگریزی یا اردو میں منتقل کر سکیں۔ اگرچہ ادارہ تحقیقات اسلامی نے اپنے قیام کے ابتدائی دور ہی سے اسلامی علوم کے ہر شعبے سے متعلق اہم کتب کے تراجم، تدوین اور اشاعت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں لیکن ادارے کے محققین کی توجہ فقہ اور اصول فقہ پر زیادہ رہی چوں کہ مختلف ادوار میں ادارہ قانون سازی میں بھی معاونت کرتا تھا اس لیے بھی قانونی اور فقہی کتب کی طرف ادارے کا رجحان منطقی بات تھی۔ فقہ اور اصولِ فقہ کے موضوع پر ادارے کی دل چسپی کا اندازہ ان موضوعات پر شائع ہونے والی کتب کی طویل فہرست سے کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر مقالہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں ادارے کے تحت اصولِ فقہ سے متعلق شائع کی جانے والی کتب کا ایک مختصر علمی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ادارے کی اصول فقہ پر کتابیں اس دور کے ایک نئے رجحان کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ادارے کے محققین میں مصادر کے تراجم بھی کیے اور ساتھ ہی ساتھ دقیق لیکن اہم ترین فقہی مضامین پر نئے سرے سے کتابیں بھی تحریر کیں۔

۱- *Early Development of Islamic Jurisprudence*

احمد حسن

جسے ادارہ تحقیقات اسلامی نے ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

زیر نظر کتاب پروفیسر احمد حسن کی ایک گراں قدر تصنیف ہے جسے مصنف نے اس کتاب میں نہ صرف اصولِ فقہ کے بنیادی مصادر کا جائزہ لیا ہے، بلکہ ائمہ اربعہ کی آرا کی روشنی میں انتہائی تفصیل کے ساتھ ان کے

۞ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قانون، کلیہ شریعہ والقانون، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔
(samia.maqbool@iiu.edu.pk)

۞ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قانون، کلیہ شریعہ والقانون، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔
(mudsra.sabreen@iiu.edu.pk)

پیچیدہ اور اہم نکات کو امثال کے ذریعے واضح بھی کیا ہے۔ پروفیسر احمد حسن کی یہ تصنیف، ان کی علم اصولِ فقہ سے مکمل آگاہی کو واضح کرتی ہے جب کہ انگریزی زبان پر ان کا عبور ایک عام قاری اور طالب علم کے لیے اصول کے مختلف موضوعات کو عام فہم بنانے میں بھی مددگار ہے۔

آغاز میں مصنف نے نقلِ حرفی کے استعمال کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس کتاب میں علم نقلِ حرفی (Translitoration) کا وہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے جو اس وقت کے *Encyclopedia of Islam* کے دست یاب ایڈیشن میں کیا گیا تھا سوائے کچھ ذیلی تبدیلیوں کے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل فقہ کی تعریف، تاریخ اور مصادر کے بیان پر مشتمل ہے، بعد ازاں مصنف نے علم نسخ کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ کتاب کے تین ابواب سنت کے بیان، اجتہاد اور اجماع کی تفاصیل پر مشتمل ہیں۔ کتاب کے باب پنجم میں اجماع کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر احمد حسن نے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ[۱] اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ[۲] کے کام سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

آخری باب میں مصنف نے علم اصول الفقہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب پر تفصیلاً بحث کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب اصول الفقہ کے طالب علم کے لیے خصوصاً اور اسلامی قانون سے دل چسپی رکھنے والے ہر قاری کے لیے عموماً ایک گراں قدر سرمایے کا درجہ رکھتی ہے۔

۲- *The Doctrine of Ijma in Islam*[3]

احمد حسن

اجماع کے موضوع پر (انگریزی زبان میں) لکھی جانے والی یہ اہم تصنیف بھی ڈاکٹر احمد حسن کی ہے۔ یہ کتاب ادارے نے ۱۹۷۸ء، ۱۹۸۴ء اور ۱۹۹۱ء میں شائع کی۔ اس کتاب میں مصنف نے اجماع کی تعریف تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے۔ اس کے بعد اجماع کے مقاصد اور امت مسلمہ کے عصری مسائل کے حل کے لیے اجماع کی افادیت کا ایک جامع اور بھرپور جائزہ پیش کیا ہے۔

اجماع سے متعلق جن اہم موضوعات کا مصنف نے احاطہ کیا ہے، ان میں سب سے پہلے امت مسلمہ کے باہمی اتحاد اور یگانگی کے لیے اجماع کے صحیح فہم اور اس کی افادیت کا جائزہ لیا ہے۔ یعنی کسی بھی دور میں مذہبی و

۱- آپ کی کتاب **أصول السرخسي** مراد ہے۔

۲- آپ کی کتاب **المستصفی** مصنف کے زیادہ پیشِ نظر رہی ہے۔

3- Dr Ahmad Hassan, *The Doctrine of Ijma in Islam* (Islamabad: Islamic Research Institute, 1974), ch: 3, 36–49.

مسلکی اختلافات کو اجماع کے ذریعے کس طرح دور کر کے امت مسلمہ کو ایک واضح لائحہ عمل دیا جاسکتا ہے۔ جس سے مذہبی ہم آہنگی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کر کے باہمی یگانگی جیسے اہم مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے سیاسی معاملات میں بھی اجماع کے کردار پر تفصیلی بحث کی ہے۔[۴]

اجماع کی دلیل قرآن وسنت کی روشنی میں، اس کی اقسام اور مختلف ادوار میں اجماع کے ذریعے کی جانے والی قانون سازی کا بھی ایک مفصل بیان اس کتاب میں موجود ہے۔

کتاب کے آخری ابواب میں مصنف نے اجماع کی تنسیخ اور موجودہ دور میں اجماع کی ضرورت اور اہمیت کا انتہائی جامع اور بھرپور جائزہ پیش کیا ہے۔ ادارے کے تحت شائع کی جانے والی اہم کتب میں زیر نظر کتاب اپنی اہمیت کے باعث اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کا اردو زبان میں بھی ترجمہ شائع کیا جائے، تاکہ پاکستان کی آبادی کا بڑا حصہ، جو انگریزی زبان سے نابلد ہے، بھی اس کتاب سے بھرپور استفادہ کر سکے۔

۳- *Principles of Islamic Jurisprudence*

احمد حسن

یہ پروفیسر احمد حسن کی اصولِ فقہ کے بنیادی اصولوں پر لکھی جانے والی ایک اور اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ۱۹۹۳ء میں شائع کی گئی۔ اس وقت تک پاکستان میں اصول الفقہ کے موضوع پر انگریزی زبان میں لکھی جانے والی کتب کی شدید کمی تھی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارے نے پروفیسر احمد حسن کی خدمات حاصل کیں۔

کتاب کے تعارفی باب میں مصنف نے علم اصولِ فقہ اور فقہ کی تعریف نہایت جامع اور مفصل انداز میں کی ہے، جس کے لیے آپ نے امام الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ،[۵] عبید اللہ بن مسعود صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ،[۶] ناصر الدین البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ[۷] اور فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ[۸] کے کام سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

۴- دیکھیے: باب ۳ (۱۹۷۶ء)، ۳۶- ۴۹۔

۵- اصولِ فقہ میں آپ کی کتاب **إرشاد الفحول** بنیادی مرجع ہے۔

۶- عبیداللہ بن مسعود صدر الشریعہ کی کتاب **التوضیح شرح التنقیح** اصولِ فقہ میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

۷- عبداللہ عمر محمد البیضاوی کی کتاب **منهاج الوصول إلى علم الأصول** مراد ہے۔

۸- فخر الدین الرازی کی کتاب **المحصول في علم أصول الفقه** مراد ہے۔

کتاب کے دیباچے میں مصنف نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس علم کی اہمیت کے پیش نظر، انھوں نے اس کام کو بارہ تفصیلی ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

جن میں حکم شرعی کا جامع اور مفصل بیان، وجوب، مندوب، حرام، مکروہ، مباح، رخصت، عزیمت اور مباح کی تعریف و تشریح، حکم وضعی، حاکم، محکوم فیہ اور محکوم علیہ کی تفصیل قرآن اور سنت کے احکام سے دی گئی مثالوں سے نہایت خوب صورت انداز میں بیان کی گئی ہے۔

ان تمام خصوصیات کی بنا پر اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ انگریزی زبان میں اصول الفقہ پر لکھی جانے والی بہترین کتب میں سے ایک کتاب ڈاکٹر احمد حسن کی یہ کاوش ہے۔

۴- *Analogical Reasoning in Jurisprudence*

احمد حسن

۱۹۸۶ء میں شائع ہونے والی پروفیسر احمد حسن کی اصول الفقہ میں قیاس کی اہمیت اور استعمال پر لکھی جانے والی ایک اہم کتاب ہے۔ ابتدائی ابواب میں مصنف نے قیاس کی تعریف اور اقسام تفصیلاً بیان کرنے کے بعد اجتہاد میں قیاس کا استعمال اور مختلف مسالک میں قیاس کی اہمیت کا بیان ائمہ کرام کے بیانات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ کتاب کے آخری حصے میں مصنف نے استحسان کے موضوع پر بھی ایک باب تحریر کیا ہے اور استحسان کی تعریف، اہمیت اور افادیت کا امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کی روشنی میں جائزہ پیش کیا ہے۔

۵- *Islamic Legal Philosophy: A Study of Abu Ishaq al-Shatbi's Life and Thought*

محمد خالد مسعود

اصول الفقہ کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک اور اہم تصنیف ڈاکٹر خالد مسعود کی مذکورہ کتاب ہے۔ مصنف نے ابو اسحاق الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور افکار کا مکمل اور تفصیلی جائزہ ان کی گراں قدر تصنیف **الموافقات** کی روشنی میں پیش کیا ہے۔

جن اہم موضوعات کا اس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے، ان میں مقاصد الشریعہ، مصلحت اور اہلیت کے مختلف موضوعات شامل ہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی نے یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں شائع کی۔ اس کتاب کی اہمیت اور

افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ۱۹۹۵ء میں ادارے نے اس کتاب کو اہم ترامیم اور اضافوں کے ساتھ دوبارہ شائع کیا ہے۔

۶- *Ṣhatibī's Philosophy of Islamic Law*

خالد مسعود

زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر خالد مسعود نے علم اصولِ فقہ کا احاطہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر تصنیف **الموافقات** کے تناظر میں کیا ہے۔ کتاب کی ابتدا میں وہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

> Shaṭibī developed his legal philosophy as his doctrine of *Maqāṣid al-Sharī'ah* in his four volume work *al-Muwafaqāt*. Our study is therefore based mainly on *al-Muwafaqāt*. Before going into detailed study of the book, this chapter attempts to introduce the book and its appreciation by the scholars of jurisprudence.
>
> Shatibi's *al-Muwafaqāt* has been so extensively used by modern scholars that one can find a significant amount of its positive contribution towards the making of modernist conception of Islamic law. In particular, the concept of *Maṣlaha*, the essential ingredient of modernist's concept of law, is frequently drawn form Shaṭibī.[9]

شاطبی نے اپنی چار جلدوں پر مشتمل تصنیف **الموافقات** میں مقاصد الشریعہ کے نظریے پر اپنے قانونی فلسفے کی بنیاد رکھی۔ لہٰذا ہمارا بنیادی مطالعہ **الموافقات** ہے۔ تفصیلی مطالعے سے پہلے اس باب میں اصول الفقہ کے ماہرین کی جانب سے کتاب کی تعریف اور تعارف پیش کیا گیا ہے۔

دور حاضر کے عالموں نے شاطبی کی **الموافقات** کو اس کثرت سے استعمال کیا ہے کہ اسلامی قوانین کے جدید تصورات کو قائم کرنے میں اس تصنیف کا مثبت کردار نمایاں نظر آتا ہے، بالخصوص مصلحت کا تصور جو کہ قانون کے جدید تصور کا اہم ترین جزو ہے، شاطبی سے اخذ کیا گیا ہے۔ (۱۱)

9– *Malcom. H. Lcerr, Islamic Reform, The Political and legal Theories of Muhammad Addith and Rashid Rada* (California, 1966), 55.

شاطبی کی مایہ ناز کتاب سے عصر حاضر کے محققین نے بھرپور استفادہ کیا جس کی وجہ سے قانون اسلامی کے موجودہ تصورات میں شاطبی کے کام کی واضح اور بھرپور جھلک نظر آتی ہے۔

۷۔ اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں

محمد طاہر منصوری

موجودہ دور میں اجتہاد کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر ۲۰۰۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے ایک سیمی نار کا اہتمام کیا۔ اس سیمی نار میں پیش کیے جانے والے مقالات کو پروفیسر ڈاکٹر طاہر منصوری نے مرتب کیا اور ڈاکٹر سفیر اختر نے ادارت کی خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۷ء میں ادارے نے ان تمام مقالات کو کتاب کی شکل میں شائع کیا۔ یہ کتاب بنیادی طور پر چار حصوں پر مشتمل ہے، جن میں اجتماعی اجتہاد، اجتماعی اجتہاد کے ادارے اور مسلم اور غیر مسلم معاشروں میں مسلمانوں کے اہم عصری مسائل شامل ہیں۔

کتاب کے ابتدائیہ میں موضوع کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر منصوری لکھتے ہیں:

> بیسویں صدی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں علما نے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کیا اور اس تصور کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے سنجیدہ کوششیں کیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۸ء میں اپنے خطبے "اجتہاد فی الاسلام" میں اس بات پر زور دیا کہ امت مسلمہ اپنے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی اجتہاد کا راستہ اپنائے۔ یہ اجتہاد پارلیمنٹ کے ذریعے ہو، تاہم اس میں علما کو ایک مؤثر حیثیت حاصل ہو تاکہ وہ پارلیمنٹ کی رہنمائی کر سکیں۔ ۱۹۵۲ء میں ممتاز شامی عالم دین مصطفیٰ احمد زرقا نے اپنے ایک مقالے میں اجتماعی اجتہاد کے لیے ایک عالمی فقہ اکیڈمی کے قیام کی تجویز پیش کی۔ اس اجتماعی اجتہاد کو مؤثر اور بار آور بنانے کے لیے انھوں نے یہ رائے بھی دی کہ تمام اجتماعی مذاہب کے مجموعے کو ایک وسیع فقہی مذہب فرض کر کے ان میں سے ہر انفرادی مذہب یعنی مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ کو اس وسیع فقہی مذہب کی مختلف آرا اور اقوال کا درجہ دیا جائے اور اس عملی ذخیرے سے علمائے امت ہر دور اور زمانے کی مصلحت اور حاجت کے پیش نظر قانون سازی کے لیے استفادہ کریں۔[۱۰]

۸۔ مقاصد شریعت

محمد نجات اللہ صدیقی

ادارہ تحقیقات اسلامی کے تحت اصول الفقہ سے متعلق اردو زبان میں شائع ہونے والی محمد نجات اللہ صدیقی کی یہ ایک اہم تصنیف ہے جو ادارے کے تحت ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جن میں مقاصد

۱۰۔ طاہر منصوری (مرتب)، **اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۵ء)۔

شریعت ایک عصری مطالعہ، مقاصد شریعت اور معاصر اسلامی فکر: وقائع اور امکانات، مقاصد شریعت کی پہچان اور تطبیق میں عمل اور فطرت کا حصہ، مقاصدِ شریعت کے فہم و تطبیق میں اختلاف کا حل، مقاصد شریعت کی روشنی میں اجتہاد کی حالیہ کوششیں، مقاصد شریعت کی روشنی میں معاصر اسلامی مالیات کا جائزہ، مقاصد شریعت اور مستقبل انسانیت اور مقاصد شریعت: فہم و تطبیق شامل ہیں۔[11]

کتاب کے دیباچے میں مصنف مقاصد شریعت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زیادہ تر لکھنے والے اپنی بحث کو معروف معنی میں فقہی احکام تک محدود رکھتے ہیں، حالاں کہ دعوت و تربیت اور اصلاح معاشرہ جیسے اہم کاموں میں بھی مقاصد شریعت سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے اور کی جانی چاہیے۔۔۔ دعوت و اصلاح معاشرہ ہو، تربیت و تزکیہ ہو یا معروف فقہی مسائل، مقاصد شریعت کی روشنی میں اجتہاد کا جو سلسلہ گذشتہ صدی سے شروع ہوا ہے، اب اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں زور پکڑ رہا ہے اور اس میں بہت سے لوگوں کو وہ پختگی نظر نہیں آئے گی جو اسلامی تاریخ کی ابتدائی صدیوں کی مماثل کوششوں میں ملتی ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ آج کے حالات اس زمانہ کے مقابلہ میں از حد ناسازگار ہیں۔ مزید برآں ابھی تو یہ سلسلہ شروع ہوا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ، اور بیش از بیش لوگوں کے حصہ لینے کے طفیل اس میں مزید گہرائی اور گیرائی پیدا ہو گی، ان شاء اللہ۔

بعد ازاں موضوع کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

مقاصد شریعت، مصالح مرسلہ، اسرار شریعت، معانی اور حکم جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جانے والا یہ تصور شروع ہی سے موجود رہا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کو جو احکام دیتے ہیں، ان سے انسانوں کی ہی بھلائی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اسے انسانوں سے کچھ نہیں لینا۔ انسانوں کے اخروی اور دنیوی مفادات سامنے رکھ کر انہیں جو احکام دیے گئے ہیں، ان میں سے بعض کے بارے میں قرآن و سنت میں بتادیا گیا ہے کہ ان سے کیا فائدے ہوں گے اور خاص کر دنیوی امور سے متعلق، بعض پر غور کرنے سے ان کے فائدے سمجھے جاسکتے ہیں۔ یہ بات کہ ان مصالح اور مقاصد کو سمجھ کر بیان کیا جائے جن کا شارع نے لحاظ رکھا ہے، دو وجہوں سے اہم ہے: اگر احکام شریعت کو موتیوں سے تعبیر کیا جائے تو مقاصد شریعت کا بیان ان موتیوں کو ایک لڑی میں پرو کر ہار بنا دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر مقاصد شریعت کا دوسرا اور وقت کے ساتھ اہمیت میں بڑھنے والا، فائدہ یہ ہے کہ وہ ان نئے مسائل میں حکم شریعت معلوم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں جن کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ ہو۔

۱۱۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد نجات اللہ صدیقی، **شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول** (دہلی: مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند، ۱۹۶۸ء)، یہ کتاب لاہور سے اسلامک پبلی کیشنز نے ۱۹۶۹ء میں شائع کی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شریعت کا کوئی حکم کسی خاص حالت میں مقاصد شریعت کے خلاف نتائج کا حامل نظر آتا ہے۔ ایسا ہو تو نیا حکم ایجاد کیا جائے گا جو شریعت کے مقصد کے مطابق ہو، چناں چہ نبی اکرم ﷺ، خلفائے راشدینؓ اور ائمہ فقہ سے متعدد ایسے فیصلے منقول ہیں جن میں کسی موجودہ حکم سے ہٹ کر ایک نیا حکم اختیار کیا گیا۔[۱۲]

۹- *Iqbal's Reconstruction of Ijtihad*

محمد خالد مسعود

آٹھ ابواب پر مشتمل **اقبال کی تشکیلِ جدید اجتہاد** کے موضوع پر انگریزی زبان میں لکھی جانے والی یہ ایک اہم کتاب ہے۔ کتاب کا آغاز مصنف نے علامہ اقبال کے ان الفاظ سے کیا ہے:

> Our duty is to carefully watch the progress of human thoughts, to maintain an independent critical attitude towards it. The student of the history of Islam, however, is well aware that with the political expansion of Islam, systematic legal thought became an absolute necessity, and our earlier doctors of law, worked ceaselessly until all the accumulated wealth of legal thought had found a final expression in our recognized schools of law. [13]

اسلامی افکار کا بغور مشاہدہ ہمارا فرض ہے تاکہ اس سے متعلق ایک غیر جانب دار تجزیاتی رویہ اختیار کیا جا سکے، تاہم تاریخ اسلام کا طالب علم اس بات سے آگاہ ہے کہ اسلام کی سیاسی وسعت کے ساتھ منظم قانونی سوچ ناگزیر حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ ابتدائی دور کے عالموں نے اپنی ان تھک محنت سے تمام قیمتی افکار کو یک جا کر کے معروف و تسلیم شدہ تعلیمی اداروں میں پیش کیا۔(۱۶)

کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے تین ابواب میں مصنف نے اقبال کے تصورِ اجتہاد کا مکمل اور بھر پور احاطہ کیا ہے۔ باب چہارم اقبال کے اجتہاد کے موضوع پر دیے جانے والے لیکچروں پر مشتمل ہے۔ اگلے تین ابواب میں مصنف نے اقبال کے نزدیک اجتہاد کی تشکیلِ جدید اور اجماع و قیاس کے ذریعے قانون سازی کا بھر پور طریقے سے احاطہ کیا ہے۔ باب ہشتم اقبال کے اس موضوع پر دیے جانے والے خطبات کا ایک تحلیلی اور تنقیدی جائزہ ہے۔ کتاب کا اختتام مصنف نے اقبال کے اجتہادی تصور کے بارے میں ان خوب صورت الفاظ میں کیا ہے:

۱۲- مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: نجات اللہ صدیقی، **مقاصد شریعت**، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۹ء)، ۳۔

13- Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religions Thought in Islam* (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1986), 118.

> Iqbal's reconstruction of Ijtihad was comprehension. He not only proposed reconstruction of its definition, but also proposed the reconstruction of its process and methodology..... Iqbal did not live to see the results of his reconstruction, yet the credit for the reform of Ḥanafī Fiqh on women's rights goes to him. [(14)]

اجتہاد کے بارے میں اقبال کی تصنیف انتہائی جامع ہے۔ انھوں نے نہ صرف اس کے مفہوم کی از سر نو وضاحت تجویز کی، بلکہ اس کے عمل اور طریقۂ کار کو بھی از سر نو وضع کرنے کی تجویز پیش کی، اگرچہ اقبال اس کے نتائج آنے تک زندہ نہ رہے، تاہم حنفی فقہ میں خواتین کے حقوق میں اصلاحات کا سہرا ان کے سر جاتا ہے۔

۱۰- Islamic Jurisprudence

عمران احسن خان نیازی

ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر انتظام اصولِ فقہ کے موضوع پر انگریزی زبان میں شائع ہونے والی یہ اہم کتاب پہلی دفعہ ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے تحریر کیا؛ ڈاکٹر انصاری دیباچے میں کتاب کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> .....The present work, *Islamic Jurisprudence*, addresses a somewhat different task: the need to educate people of a variety of academic levels in Islamic Jurisprudence by providing a readable book of reasonable size which covers the myriad questions that fall in the jurisdiction of Islamic Jurisprudence.[(15)]

اسلامی اصولِ فقہ کی اس تصنیف میں قدرے مختلف پہلو پر بات کی گئی ہے: ایک ایسی مناسب حجم کی قابل مطالعہ کتاب جو کہ اسلامی اصول الفقہ کے دائرے میں شامل کثیر مسائل کا احاطہ کرے، کی فراہمی سے اصول الفقہ کے مختلف علمی مدارج سے تعلق رکھنے والے افراد میں آگاہی بیدار کرنا۔

مصنف نے کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ مختلف ابواب پر مشتمل ہے: پہلے دو ابواب میں مصنف نے اصول الفقہ کا تعارف اور اس کی اصطلاحات بیان کی ہیں۔ حصہ اوّل تیسرے باب سے شروع ہوتا

14- Khalid Masud, *Iqbal's Reconstruction of Ijtihad* (Islamabad: Islamic Research Institute), 1774.

15- Imran Ahsan Khan Nyazee, *Islamic Jurisprudence* (Islamabad: Islamic Research Institute, ...), xiv.

ہے۔ جو حکم شرعی کی تعریف، اس کی اقسام، حاکم، محکوم فیہ، محکوم علیہ اور اہلیت کے موضوعات کا بھرپور احاطہ پیش کرتا ہے۔ کتاب کا حصہ دوم فقہ اسلامی کے مصادر، مصلحت، مقاصد شریعت اور قیاس کے متعلق مفصل بحث پر مبنی ہے۔ تیسرا حصہ اجتہاد، اجتہاد کے مختلف ادوار اور مراحل، نسخ اور ترجیح کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ حصہ چہارم فقیہ اور اس کی اہلیت، فقیہ کے فرائض اور تقلید جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت عام قاری اور خاص طور پر شریعہ کے طالب علم کے لیے اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ مصنف نے اس میں اصول کے دقیق مسائل کو نہایت جامعیت کے ساتھ امثال کے ذریعے واضح کیا ہے، جو کہ ہمیں اس موضوع پر انگریزی زبان میں پائی جانے والی دیگر کتب میں کم ہی نظر آتا ہے۔

۱۱- *Theories of Islamic Law*

عمران احسن خان نیازی

ادارے کے تحت اصول الفقہ کے موضوع پر چھپنے والی پروفیسر عمران احسن خان نیازی کی یہ ایک اور اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب ادارہ کے تحت ۲۰۰۵ء، ۱۹۹۹ء، ۱۹۹۵ء، اور ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے تحریر کیا جس میں وہ کتاب کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

> Imran Ahsan Nyazee's *Theroies of Islamic law* thus forms part of the growing, but still scarce literature on Islamic Jurisprudence in English. The forte of Nyazee's work is that while it attempts a faithful exposition of Islamic Jurisprudence a " traditional representation" as the author chooses to call it is addressed to both Muslim and non-Muslims; and above all, the author has written at the appropriate wave length for the students of Legal studies.[16]

عمران احسن نیازی کا اسلامی قوانین کے بارے میں نظریہ انگریزی زبان میں تصنیف شدہ اسلامی اصول الفقہ کی کم یاب تصانیف کا حصہ ہے۔ نیازی کے کام میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ جہاں اس میں مخلصانہ طور پر اسلامی اصول الفقہ کی، بقول مصنف، روایتی تشریح کی گئی ہے، وہیں اس میں مسلم اور غیر مسلم قارئین کو یکساں طور پر مخاطب کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مصنف نے قانون کے طالب علموں کی فہمی سطح کے مطابق اسے تحریر کیا ہے۔

16– Imran Ahsan Nyazee, *Theories of Islamic Law* (Islamabad: Islamic Research Institute...), vi.

یہ کتاب بنیادی طور پر تین حصوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے تعارف کے بعد مصنف نے اجتہاد کے تصور کو امثلہ کے ذریعے واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مصنف نے اصول الفقہ کی تعریف اور مختلف اصطلاحات کا جائزہ بھی پیش کیا ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں مصنف نے شریعہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے جس میں شریعہ کا قانون فطرت سے تقابل، شریعہ کے بنیادی مصادر، حکم، محکوم فیہ، بنیادی اور ثانوی مصادر اور حدود کا تفصیلی بیان شامل ہیں۔ کتاب کے دوسرے حصے میں مصنف نے تشریح، توضیح اور تعبیر کے مختلف اسلوب کا احاطہ کیا ہے، خاص طور پر احناف کے اسلوب کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد امام غزالی کے مقاصد الشریعہ پر تفصیل سے بات کی ہے۔ کتاب کا تیسرا حصہ اجتہاد کے موضوع پر مبنی ہے جس میں مصنف نے اجتہاد کے مقاصد، مصادر اور اس کی افادیت و اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

مصنف نے کتاب کی اہمیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> As we have endeavored to develop a theory that explains the various aspects of Islamic law mentioned above, some of these ideas expressed may appear new to the reader... the effort is to generate fruitful discussion so that the collective effort of Muslim scholars may yield a system. That can easily translate the ideas of Islam into an efficient modern law.[17]

اسلامی قوانین کے درج بالا پہلوؤں کی وضاحت کے لیے ایک نظریہ قائم کرنے کی کوشش میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ کچھ تصورات قارئین کے لیے نئے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس کوشش کا مقصد مفید و مثبت مباحثہ ہے تاکہ مسلم علما کی اجتماعی کوششوں کو مرتب و منظم کیا جا سکے، جس کے باعث اسلامی تصورات کو موثر و جدید قوانین میں ڈھالنے میں مدد ملے گی۔

۱۲- ادب القاضی

محمود احمد غازی

زیر نظر کتاب ڈاکٹر احمد حسن، ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرحیم اشرف بلوچ کی مشترکہ کاوش ہے جو ادارہ تحقیقات اسلامی نے موضوع کی افادیت کے پیش نظر ۱۹۸۳ء میں شائع کی۔ کتاب کے ابتدائیے میں ڈاکٹر محمود احمد غازی موضوع کا تعارف اور تاریخی پس منظر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

17– op.cit., 5.

فقہ اسلامی کے مباحث کی یہ تقسیم ابتدا ہی سے چلی آرہی ہے۔ اس تقسیم نے دوسری صدی ہجری کے وسط تک کافی واضح صورت حال اختیار کرلی تھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی کتاب **المؤطا** جو ماضی قریب تک فقہ وحدیث کی قدیم ترین کتاب تصور کی جاتی تھی، بڑی حد تک اس ترتیب پر مرتب ہے۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ فقہ اسلامی کے مباحث کو اس خاص ترتیب کے ساتھ سب سے پہلے مرتب کرنے کا شرف کس امام کو حاصل ہوا؟ تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ دوسری صدی کے فقہانے جو ترتیب اپنی فقہی تالیفات میں اختیار کی تھی اس نے بعد کے مؤلفین پر اس قدر اثر ڈالا کہ بعد کے تیرہ سو سال میں جتنی مجامیع لکھی گئیں وہ سب اسی ترتیب کے زیر اثر لکھی گئیں۔[(۱۸)]

اس کتاب کا مکمل تعارف ڈاکٹر محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

کتاب کا خاکہ مرتب کرتے وقت ضابطہ دیوانی اور ضابطہ فوج داری کو سامنے رکھا گیا تھا، تاکہ وہ تمام اہم مسائل جو قانون دان اصحاب کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں، اس کتاب میں زیر بحث آجائیں۔

ابتدائی تین ابواب میں موضوع سے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبوی اور آثار صحابہ و تابعین کو مناسب ترتیب سے یک جا کر دیا گیا ہے۔ آیات قرآنی کا ترجمہ اکثر و بیش تر مرتب نے خود کیا ہے اور شاہ عبد القادرؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہم کے تراجم قرآن سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ احادیث نبویؐ اور آثار صحابہؓ و تابعینؒ کا ترجمہ مرتب کا اپنا کیا ہوا ہے۔

باب چہارم چند اہم عدالتی دستاویزات پر مشتمل ہے جو دور فاروقی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں پہلی دستاویز حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور خط ہے جس میں انھوں نے علم ادب القاضی کا گویا خلاصہ سمو دیا ہے۔ پانچواں باب جو نظام قضا پر مشتمل ہے، مذاہب اربعہ کی اہم اور بنیادی کتب سے ماخوذ ہے۔ عام طور پر یہ کوشش کی گئی ہے کہ جہاں ائمہ اربعہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے یا مختلف مذاہب کی کتابوں میں دی گئی تفصیلات میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، وہاں صرف حنفی نقطۂ نظر بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے۔ چھٹا باب ثبوت اور گواہی (قانون شہادت) سے متعلق ہے۔ ساتواں باب دعویٰ، سماعت مقدمہ اور فیصلے کے بارے میں ہے۔ یہ باب دوسرے ابواب کی بہ نسبت مختصر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر منفی نقطۂ نظر ہی کو اساس بنایا گیا ہے؛ اس لیے کہ دعوے وغیرہ کے مباحث اکثر و بیش تر محض اجتہادی ہیں۔ ان کی بابت فقہائے کرام نے عرف و عادت کو سامنے رکھ کر ہی اپنی آرا قائم کی ہیں، پھر ان امور میں اختلاف بھی زیادہ نہیں۔ آٹھواں اور

۱۸- دیکھیے: محمود احمد غازی، **ادب القاضی**، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۸۳ء)، ۵۹-۶۰۔

آخری باب عدالتی اداروں کے بارے میں ہے۔ ان اداروں میں ادارۂ افتا، ادارۂ وکالت، ادارۂ احتساب ولایت مظالم اور ادارۂ تحکیم شامل ہیں۔(۱۹)

ان تمام اہم موضوعات کا جامع اور مکمل احاطہ اس کتاب کو ادارے کی دیگر مطبوعات میں ایک اہم مقام عطا کرتا ہے۔

Occasional Papers

(مقالات)

1- *Ibn Taymiyyah's Evaluation of Istihsan in the Hanbali School of Law*

عبدالحکیم الماتریدی

ادارے کے تحت ۲۰۰۸ء میں چھپنے والا عبدالحکیم الماتریدی کا یہ مقالہ حنبلی فقہا کے کام کا عمومی اور امام ابن تیمیہ کے کام کا خصوصی جائزہ ہے۔ مصنف نے اپنے اس مقالے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کام کا استحسان کے حوالے سے خصوصی جائزہ پیش کیا ہے۔ خاص طور پر امام احمد بن حنبل کے ہاں استحسان کے بارے میں پائے جانے والی دو آرا کا بیان، ان کی تردید اور استحسان کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر کو انتہائی مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے قاری کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استحسان کے موضوع پر پائی جانے والی دو آرا ایک دوسرے سے متصادم نہیں، بلکہ امام نے ان دو آرا کا اطلاق دو مختلف حالات و واقعات کے تناظر میں بیان کیا تھا۔ ان کے نزدیک استحسان کا رد مطلق نہیں، بلکہ وہ اس کا اطلاق سبب اور علت کے تناظر میں کرنے کے قائل ہیں۔ اپنے مقالے کے آخری حصے میں مصنف نے اس اہم نکتے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> Ibn Taymiyyah thus concludes that no conflict exists between the entire Shariah (not just istihsan) and correct analogy, which he defines as the equalization (in term of ruling) between two identical cases and the differentiation between two incompatibilities. He explians that the criteria for equalization and differentiation can be determined by examining matters that the law given has placed together. (20)

۱۹- نفس مرجع، ۷۹- ۸۱۔

20- Abdul Hakim al-Matroudi, "Ibn Taymiyyah's Evaluation of Istihsan in the Hanbali School of Law" (Islamabad: Islamic Research Institute), 90-91.

ابن تیمیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مکمل شریعت (صرف استحسان نہیں) میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اور اس میں درست مشابہت پائی جاتی ہے، جسے وہ دو ایک جیسے معاملات کے مابین مساوات (حکم رانی کے لحاظ سے) کے طور پر اور دو مختلف معاملات میں تفریق کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ مساوات اور تفریق کے لیے معاملات کی جانچ پڑتال کے بعد معیار طے کیا جاسکتا ہے۔

2- *The scope of Diversity and Ikhtilaf (Juristic Disagreement) in the shariah.*

محمد ہاشم کمالی

۱۹۹۹ء میں ادارے کے تحت چھپنے والا پروفیسر ہاشم کمالی کا اصول الفقہ کے موضوع پر یہ ایک اہم مقالہ ہے۔ مقالے میں مصنف نے اختلاف اور اجماع کے موضوعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ مصنف کے بیان میں فقہا کی آرا کا اختلاف اور مختلف احکام کی تشریح میں ان کا اختلاف رائے ہی دراصل اصول الفقہ کی خوب صورتی ہے جو بنیادی اصولوں پر اجماع اور ان کی ثانوی تطبیق میں فقیہ اور مقلد کو مختلف حالات اور واقعات میں ان کے فقہی مسائل کے حل میں ایک سے زائد مواقع پیش کرتا ہے۔ بعد ازاں مصنف نے اختلاف کے اسباب، آداب الاختلاف اور مختلف امثلہ کے ذریعے اختلاف کے موضوع کا بھرپور جائزہ پیش کیا ہے۔

3- *Issues in the Legal Theory of Usul and Prospects for Reforms*

محمد ہاشم کمالی

زیر نظر مقالہ محمد ہاشم کمالی کا اصول الفقہ کے ایک اہم موضوع پر لکھی جانے والی تحریر ہے۔ مقالے کے آغاز میں ہاشم کمالی اس کی اہمیت اور ضرورت ان الفاظ میں بیان کررہے ہیں:

> The basic question I raise in this presentation is whether the methodology of legal resoning provided by the *Uṣūl al-fiqh* has lost its capacity to stimulate originality in legal thought whereby it is also failing to encourage ijtihad.... The question that now concerns us is whether the *Uṣūl al-fiqh* is actually serving this purpose.

میں نے اپنے مقالے میں جو بنیادی سوال اٹھایا تھا وہ یہ تھا کہ اصول الفقہ میں قانونی دلیل کا طریقہ کار یہ تھا کہ اصول الفقہ میں قانونی دلیل کا طریقہ کار طرز فکر میں تخلیقی سوچ کو ابھارنے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اجتہاد کی حوصلہ

افزائی میں بھی ناکامی کا سامنا ہے۔ ہمارے لئے پریشان کن سوال یہ ہے کہ کیا اصول الفقہ درحقیقت اپنا اصل مقصد پورا کر رہا ہے۔

ابتدائی تعارف کے بعد مصنف نے موجودہ دور میں اجماع کے سلسلے میں پائے جانے والے مختلف مسائل کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ اجتہاد کے موضوع کا احاطہ بھی کیا ہے۔ دور جدید میں کسی بھی اسلامی مملکت میں ایک سے زیادہ قانونی نظاموں کی موجودگی کی وجہ سے پائے جانے والے اختلافات کا جائزہ مقالے کا اہم حصہ ہے اور مصنف نے اس کے حل کے لیے مقاصد الشریعہ کی روشنی میں نئی قانون سازی کی اہمیت بیان کی ہے۔ ڈاکٹر ہاشم کا یہ مقالہ ادارے نے ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔

4- *Istihsan and the Renewal of Islamic Law*

محمد ہاشم کمالی

۲۰۰۴ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے اصول الفقہ کے موضوع پر ڈاکٹر کمالی کی ایک اور گراں قدر تحقیق شائع کی جو استحسان کے موضوع پر ہے۔ مقالے کا آغاز مصنف نے استحسان کی تعریف اور اقسام سے کیا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے استحسان اور علم اصول الفقہ میں استعمال ہونے والے Doctrine of Equity اور استحسان کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے استحسان کے موضوع پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کا خصوصی اور دیگر فقہا کے کام کا عمومی جائزہ پیش کیا ہے۔ مقالے کا سب سے اہم حصہ استحسان اور تخصیص کی بحث پر مبنی ہے۔ علم اصول الفقہ پر یہ ایک منفرد کام ہے۔

5- *The Notion of Dar al -Harb and Dar al- Islam in Islamic Jurisprudence with special Reference to the Hanafi School.*

محمد مشتاق احمد

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی میں بطور مدرس اور موجودہ صدر شعبہ قانون کی خدمات انجام دینے والے ڈاکٹر مشتاق احمد کا یہ مقالہ اصول الفقہ کے موضوع پر انگریزی زبان میں لکھی جانے والی ایک اہم تحریر ہے۔

مقالے کا آغاز مصنف نے حنفی فقہا کی بیان کردہ دارالحرب اور دارالاسلام کی بحث سے کیا ہے۔ اس بحث کا بنیادی مقصد اس تناظر میں جہاد کے حکم اور جہاد سے متعلقہ مسائل کو واضح کرنا ہے۔ اسلامی ریاست کا تصور،

قانون اسلام میں جغرافیائی حدود کا تعین اور شہریوں کے حقوق و فرائض اور حدود و تعزیرات کے تعین کے لیے یہ بحث انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

ان تمام تحقیق طلب مسائل کو مصنف نے انتہائی خوب صورتی سے قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مقالے کے اختتام پر مصنف کی تحریر سے چند سطور رقم کی جارہی ہیں جو کہ اس مقالے کا نچوڑ کہی جاسکتی ہیں:

> The territory, wherein the courts of the Islamic state could exercise Jurisdiction was called *Dār al-Islam*. From the perspective of jurisdiction of the courts, the rest of the world was considered just one dār a — the so-called *Dār al-Kufr* .... *Jihād*, in any case,does not seek forciable conversion of non-Muslims to Islam. Rather, Muslims are required to fight against those who try to disturb the Divine Scheme.

وہ علاقے جہاں اسلامی ریاستوں کی عدالتوں میں اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلوں پر عمل درآمد کیا جاسکے اسے دارالسلام کہا جاتا تھا۔ عدالتوں کے دائرہ اختیار کے نقطۂ نظر سے باقی دنیا کو ایک ہی نام دیا گیا ہے یعنی دارالکفر۔۔۔ جہاد کسی بھی صورت طاقت کے استعمال سے غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کرتا، بلکہ اس کے مطابق ضروری ہے کہ مسلمان ان افراد کے خلاف جنگ کریں جو کہ آسمانی نظام میں دخل اندازی کریں۔

۶۔ تعارض اور رفع تعارض کے متعلق حنفی مذہب کی تحقیق

محمد مشتاق احمد

حنفی مذہب میں تعارض اور رفع تعارض کے موضوع پر اردو زبان میں لکھا جانے والا یہ ایک اہم مقالہ ہے۔ اس مقالے کی اہمیت کا اندازہ مقالہ نگار کی درج ذیل سطور پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

عصر حاضر میں یہ غلط فہمی عام طور پر پھیل گئی ہے کہ مذاہب کے اختلاف کے باوجود ان میں اصول فقہ عام طور پر مشترک ہیں اور ان میں کہیں کہیں جزوی نوعیت کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے فقہی مسائل میں تلفیق کی راہ اختیار کرنے والے اہل علم کا عام طریقہ یہ رہا ہے کہ اصولی مباحث میں مختلف مذاہب کی کتب سے بلا روک ٹوک کے استدلال کرتے ہیں۔ نتیجتاً جو موقف وجود میں آتا ہے وہ اصولی تضادات پر مبنی ہونے کی وجہ سے علمی دنیا میں ناقابل قبول اور عملی لحاظ سے ناقابل تنفیذ ہوتا ہے۔ اصولی مباحث میں حنفیہ اور شافعیہ کا اختلاف عام طور پر معلوم اور مسلمہ حقائق میں سے ہے، تاہم عصر حاضر میں بالعموم اس اختلاف کو جزوی اور غیر اہم بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلاف جزوی نہیں بلکہ قانون کے متعلق دو الگ نوعیت کے انداز فکر اور طریق استنباط کی نشان دہی کرتا ہے۔

مقالے میں زیر بحث اہم نکات کو مختصراً اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ تعارض کی حقیقت، تعریف، ارکان اور شروط۔

۲۔ رفع تعارض کے لیے حنفی اسلوب۔

۳۔ تعارض، تنسیخ، تساقط الدلیلین، جمع اور ترجیح۔

۴۔ اس ضمن میں متقدمین کے درمیان پائے جانے والے اختلافات اور ان کا حل۔

انسٹھ صفحات پر مشتمل اس مقالے میں مصنف نے موضوع کا نہایت مدلل اور جامع جائزہ پیش کرنے کے بعد مقالے کی آخری سطور میں اس اہم مسئلے کا حنفی مذہب میں خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے: "۔۔۔پس حنفیہ کے نزدیک ترتیب یہ ہے: پہلے تقدیم یا ترجیح مع تاویل، پھر جمع اور اس کے بعد نسخ، اور سب سے آخر میں تساقط الدلیلین "۔ غرض مصنف کا یہ مقالہ نہ صرف اصولِ فقہ کے طالب علموں، بلکہ عام قاری کے لیے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

نتیجہ مقالہ

اس مقالے میں پیش کی گئی گذارشات سے واضح ہوتا ہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی نے اس وقت اصول فقہ اور اصول قانون پر کتابیں شائع کیں جب اس موضوع پر جدید اور معاصر انداز میں نیز انگریزی زبان میں لکھی گئی تحریریں بہت کم تھیں۔ اس صورت حال میں پروفیسر احمد حسن کی کتب

- *Early Development of Islamic Jurisprudenc*
- *The Doctrine of Ijma in Islam*

اور

- *Principles of Islamic Jurisprudence*

معرکہ آرا کتابوں کی صورت میں سامنے آئیں۔ ان کتابوں نے نہ صرف کم یاب آرا کو عام کیا، بلکہ انگریزی زبان میں اصول فقہ پر مصادر کی نوعیت کی حیثیت بھی حاصل کر لی۔ خالد مسعود کی کتاب *Shatibi's Philosophy of Islamic Law* نے اصول فقہ کی ان جہتوں کی نشان دہی کی جنھیں اصول فقہ سے متعلق عمومی بحث و مباحث میں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس طرح ادارے نے اجتماعی اجتہاد کے معاصر اسالیب کی وضاحت کے حوالے سے علمی مجالس بھی منعقد کیں اور ان مجالس کی کارروائیاں کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ اصول فقہ کی خاص طور پر انگریزی زبان میں تدریس کے لیے ایسی کتابیں نایاب تھیں جو تحقیقی اصولوں

پر مبنی ہوں۔ پروفیسر عمران احسن نیازی کی کتاب *Islamic Jurisprudence* نے یہ کمی پوری کی۔ ادارے کے مجلات میں ایسے مقالات شائع ہوئے جن میں اصول فقہ کے نئے اور اچھوتے مباحث پر بحث کی گئی اور فقہ اسلامی کی معاصر تفہیم میں اہم کردار ادا کیا۔ دور حاضر میں شریعہ کی تطبیق اسی صورت میں ممکن ہے جب معاصر چیلنجوں کی روشنی میں علوم فقہ کی جدید تفہیم ہو سکے۔ اس ضمن میں ادارہ تحقیقات اسلامی کی مطبوعات اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

۞۞۞۞۞